

ہندوؤں کے گھوڑے آریوں میں تبلیغ اسلام کی اہم فراموش نہ کیا لایا والا واحد اخبار

Regd. L.
No 2595.

رجسٹرڈ ایل نمبر
۲۵۹۵

مقاصد

- (۱) اسلام کی خوبیوں اور برکات کا ذکر کرنا اور دیگر مذاہب پر اسکی فضیلت ظاہر کرنا۔
- (۲) غیر مذاہب میں تبلیغ اسلام کے اہم فرائض کو ادا کرنا۔
- (۳) دیگر مذاہب کے حملوں کا کامل و صحیح جواب دینا۔
- (۴) راہی اور رعایا کے تعلقات کو مضبوط اور مستحکم بنانا۔

بھائی اللہ لنورہ من یشاء
ہر ماہ کی

کوشا لے ہوتا ہے

ضوابط

- چند سالانہ عوام سے
- ششماہی
- سالانہ سرپرستیوں
- امراء
- ممالک غیر سے صرف
- آٹھ شلنگ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نمبر ۴

اخبار نور قادیان دارالامان مؤرخہ ۳۱ اکتوبر ۱۳۵۲ء مطابق ۱۴ رجب المرجب ۱۳۵۲ھ

جلد ۲۶

ایڈیٹر نور کی خیر خدا کا اعتراف

جناب پیرزادہ سید عبداللہ صاحب نصیر آباد مشرقی خاندان سے لکھتے ہیں کہ "مختر قوم و فدائے ملت جناب شیخ صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ گذارش آنکہ نیاز مند نے آپ کی اکثر تصانیف کو بغور پڑھا ہے۔ اور میں یہ صدق دل سے تسلیم کرتا ہوں کہ آپ نے واقعی اسلام کی بے بہا خدمت انجام دی ہے، آپ اس سے بے خبر نہ ہونگے، کہ ان دنوں ہندوؤں میں بڑی ہل چل مچ رہی ہے اور ان کے سب بڑے لیڈر ڈاکٹر امید کار نے تبدیلی مذہب کا بار بار اعلان کیا ہے اور وہ تبدیلی محض دنیوی نقطہ نظر سے ہی کرنا چاہتے ہیں۔ اور یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ وہ اپنے نقطہ نظر کے مطابق دوسرے ادیان پر سکھ مذہب کو ترجیح دینگے اور اس کے متعلق شکر آجاریہ ڈاکٹر کرت کوٹی اور ڈاکٹر مونجے وغیرہ ان کے ہمنا ہیں، کیا ایسی حالت میں آپ کے

دوست درودل سے دعا فرمائیں
سید عبداللہ صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
کی طبیعت خیر و زہ سے ناساز ہے، دوست درود
دل سے دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اس مقدس اور پاک و جلیل
روحانی خدمت کو صحت و کامیابی سے پہنچاتا رہے

رسالہ "گورو کی بانی" زبان ہندی کی اشاعت مفید نہ ہوگی، میرے خیال میں برابر اور بڑی کے علاقہ کے ہر محسن سکھ ازم کے انتخاب میں ڈاکٹر امید کار کا بہت کم ساتھ دینگے اور میں چاہتا ہوں کہ سکھ کے یقینی انتخاب کے قبل میں ہندی زبان میں "گورو کی بانی" ان ہندوؤں کی کثیر تعداد تک پہنچا دوں، جس سے ان کو معلوم ہوگا کہ بانی سکھ دھرم شری گورو نانک صاحب اسلام کے کس قدر قریب تھے اور ہندی زبان مرہٹی ہے اور ہندی بھی سمجھتے ہیں، اس کے متعلق آپ کی رائے مطلوب ہے۔
نور۔ خدمت دین کیلئے آپ کا یہ مقدس جذبہ بہت مبارک ہے، اللہ تعالیٰ آپ کا حامی و ناصر ہو، اور زیادہ سے زیادہ خدمت دین کی توفیق دے۔ موجودہ حالات کے تحت میں اپنے ہر اراکین کے پرچم میں اس موضوع پر ایک مضمون لکھنے والا ہوں انشاء اللہ وقت پر آپ کے ملاحظہ سے گزیرے گا، میرے خیال میں وہ نسبتاً زیادہ مفید رہے گا، اسلئے گورو کی بانی کے مفید اقتباسات کے علاوہ اس مضمون کو بھی ہندی جامہ پہنا سکیں تو زیادہ اچھا ہوگا

ایڈیٹر نور کی خیر خدا کا اعتراف

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

محمد و نبی علیہ السلام

کیا ہندو دھرم اچھوتوں کو مساوا دیکھتا ہے؟

سیاسی حالات کے زیرِ نظر کو مدنظر رکھتے ہوئے گو اس وقت کہنے کو تو ہندو پریس بڑے زور شور سے یہ اعلان کر رہا ہے کہ ہم اچھوتوں کو مساوات دینے کیلئے تیار ہیں، نہ صرف ہندو پریس ہی یہ اعلان کر رہا ہے، بلکہ ہندو لیڈر بھی، مگر کیا ہندو لیڈروں کا آج سے چند سال پہلے بھی یہ خیال تھا؟ افسوس کہ واقعات اس کی تائید میں نہیں ہیں، اس وقت شاردا پیٹھ کے جگت گورو شنکر اچاریہ بلند آواز سے یہ کہہ رہے ہیں کہ ہم اچھوتوں کو تمدنی حقوق یعنی مساوات دینے کیلئے تیار ہیں مگر یہ وہی شنکر اچاریہ صاحب ہیں، جنہوں نے کلکتہ میں ایک بڑے بھاری جلسے میں ورلڈ آشرم دھرم کی بڑی مہما (عظمت) بیان کرتے ہوئے اچھوت اودھار کے متعلق کہا تھا کہ ”جو لوگ اچھوتوں سے سبھ بھوج کر کے بھر شٹ آچار (مگاری) پھیلا رہے ہیں وہ باپ کرتے ہیں، (اخبار الیشیا دہلی ۲۱ اپریل ۱۹۳۶ء صفحہ ۱)۔ پھر سنکیشور ناتھ کے جگت گورو شنکر اچاریہ نے ایک ملاقات کے دوران میں کہا کہ ”ذات پات اور ہندو دھرم کو محفوظ رکھنا یہ دو متضاد باتیں نہیں ہیں، جب آپ سے دریافت کیا گیا کہ آپ کی مہاتما گاندھی جی کے دوسرے برت کی دشمنی کے متعلق کیا رائے ہے تو آپ نے کہا کہ مہاتما گاندھی ہمارے دھرم سے بڑے نہیں، دھرم عوام کے آرام کو مدنظر رکھنے کیلئے نہیں، ہمیں کسی شخص کی دھمکی سے ڈر کر دھرم کا راستہ نہیں چھوڑ دینا چاہئے، لاکھوں ایسے سناتنی ہیں جو مہاتما گاندھی کے خیالات کے خلاف ہیں، اور اپنے خیالات پر قائم رہنے کیلئے وہ اپنی زندگی تک قربان کرنے کو تیار ہیں“ (تریپ ۱۴ نومبر ۱۹۳۶ء صفحہ ۱) پھر کارویر میٹھ کے جگت گورو سوامی شنکر اچاریہ نے ایک انٹرویو کے دوران میں کہا کہ ”اگر گورنمنٹ نے کوئی ایسا قانون بنادیا جس میں اچھوتوں کو مندروں میں داخلہ کی اجازت ہوگی، اگر اس قانون کے ماتحت اچھوتوں نے مندروں میں

داخل ہو کر اپنا حق جتایا تو فرقہ دارانہ فسادات ہوں گے جن میں خون خرابہ بھی شامل ہے، میں اچھوت اودھار کے خلاف پوری پوری سرگرمی سے جدوجہد کروں گا۔ گورنمنٹ نے مہاتما گاندھی کو اچھوت اودھار کے حق میں پروپیگنڈا کرنے کی اجازت دے کر بہت برا کیا ہے (اخبار تریپ کاٹش لاہور ۱۸ دسمبر ۱۹۳۶ء صفحہ ۱) گویا اور تو اور ہندوؤں کے لیڈر اس بات کو بھی برداشت کرنے کیلئے تیار نہیں ہیں کہ کوئی اچھوت نہیں بھی پاؤں رکھ سکے، اکتھے مل کر کھانا پینا اور رشتہ داری تو بہت دود کی بات ہے، یہ صرف مشری جگت گورو شنکر اچاریہ تک ہی محدود نہیں بلکہ ہندوؤں کے دوسرے لیڈروں کا جو نظا ہر اچھوت اودھار کا دم بھرتے ہیں کا طریق بھی شنکر اچاریہ سے کسی طرح مختلف نہیں، بھارت دھرم مہا منڈل بنارس جس کے ممبر اچھوت اودھار کے بڑے حامی پنڈت مالویہ بھی ہیں، اس نے اپنا ایک ریزولیشن بھیج کر شملہ میں وائسرائے سے درخواست کی کہ وہ ان میں لیجسلیٹو کونسل میں ڈاکٹر سمجھرائن کے مندروں میں داخلہ کے متعلق بل یا مسٹر زنگا آئیر کے اور مسٹر راجہ کے چھوت چھات ناشک (زائل کنندہ) بل کے پیش کرنے کی منظوری نہ دیں کیونکہ ان بلوں کا مدعا ہندوؤں کے اعتقاد کی بنیادوں کو ہلانا ہے۔ (تریپ ۱۸ دسمبر ۱۹۳۶ء صفحہ ۱) اس سے صاف ظاہر ہے کہ ہندوؤں کے لیڈروں کو یہ کسی طرح گوارا نہیں کہ اور تو اور بھارت اچھوت عبادت کیلئے ہندو معبدوں میں داخل ہو سکیں، جن لوگوں کی ذہنیت کا یہ عالم ہو، ان سے اچھوتوں کو یہ توقع رکھنا کہ وہ کبھی انہیں انسانیت کے حقوق دینگے۔

اس خیال است و محال است و جنوں سناتنی تو الگ رہے، ہندو مذہب کی وہ شاخیں جو حال ہی میں فلوہو پزیر ہوئیں اور جن کا مقصد ہی ہندو مذہب کی اصلاح، جس میں اچھوت اودھار بھی شامل ہے اور

تو اور وہ بھی اچھوتوں کو انسانیت کے ابتدائی حقوق دینے کے لئے تیار نہیں ہیں، رادھا سوامی مت جسے ظاہر ہوئے تھوڑا عرصہ ہوا ہے۔ اور جو مساوات کا زیادہ دعویدار ہے اس کے متعلق رسالہ کرانتی لاہور لکھتا ہے کہ ”رادھا سوامیوں کی جو گدی بیاس میں ہے اور اس کے اچاریہ (گورو) مشری بیت سادھن جی کے متعلق ایک بات سنکر ہمیں بہت رنج ہوا، ایک چار سادھو نے ہمیں بتایا کہ گزشتہ دنوں بیاس پر بھنڈارا (لنگر) تھا، اس میں چاروں کی ایک لڑکی نے سیوا بھاؤ (خدمت کے جذبہ) سے بھٹی جلانے کا کام اپنے اوپر لیا تھا، جب لوگوں کو پتہ لگا کہ وہ چاروں سے تو انہوں نے گورو جی سے شکایت کی۔ گورو جی نے جھٹ اس لڑکی کو وہاں سے نکال دیا، اتنا ہی نہیں انہوں نے سب چاروں کو نام دینا بند کر دیا۔ ہم نے جب یہ بات سنی تو ہمیں یقین نہ ہوا، ہم نے بیاس رست سنگ کے ایک ٹکڑے رکھا بھائی بشن داس جی پوری ایم۔ اے سی دریافت کیا، انہوں نے اس کی تصدیق کی۔ لیکن گورو جی کی کارروائی کو حق بجانب ٹھہراتے ہوئے کہا کہ چاروں کو بہت گھمنڈ ہو گیا تھا، وہ اپنے گاؤں میں جا کر کہنے لگے تھے، کہ اب ہم باچھوتوں اور برہمنوں کے ساتھ مل کر کھاتے ہیں۔ گورو جی نے ان کا گھمنڈ دیکھ کر ہی ان کو یہ سزا دی ہے“

ہمیں تعجب ہے کہ گورو جی نے اسے چاروں کا گھمنڈ کیسے سمجھ لیا، یہ تو ان کی خوشی کا قدرتی اظہار تھا اور اس خوشی کو ظاہر کرنے کا انہیں یو راج حق تھا، بات اہل یوں جان پڑتی ہے کہ بھنڈارے (لنگر) میں اچھوتوں کا شامل ہونا اونچی ذات کے ہندو مت سنگیوں سے برداشت نہ ہو سکا، ایک چار لڑکی کو وال پاؤں پکاتے دیکھ کر وہ کانپ اٹھے ہوں گے، کیونکہ علیٰ طہ سے ہیں تو وہ ذات پات اور چھوت چھات کے غلام پرانک ہندو ہی ہو سکتا ہے کسی کے دل میں یہ خیال ہو کہ ہندوؤں کا یہ سلوک ان اچھوتوں کے ساتھ ہے بظاہر جن کا رہن بہن چنڈاں صاف نہیں، اور اعلیٰ تعلیم یافتہ صفائی پسند اچھوتوں کے ساتھ ہندوؤں کا یہ سلوک نہیں مگر تعجب ہے کہ واقعات اس کا بھی ساتھ نہیں دیتے

نہ صرف پارس بلکہ پارس گریہ کہ جو اس کے ساتھ چھوٹے گا، وہ کنڈن ہو جائے گا، اور جو اس کے ساتھ چھوٹے گا وہ بھی کنڈن ہو جائے گا۔ اس لئے میری یہ دلی خواہش ہے اور میں خدا کے حضور صمیم قلب سے یہ دعا کرتا ہوں کہ اللہ کریم میرے اچھوت بھائیوں کو مسلمان ہونے کی توفیق دے، تاکہ اسلام کی برکت سے نہ صرف یہ خود کنڈن بن جائیں بلکہ کنڈن گروہوں میں

شذرات

آریہ پریس کی حواس باختگی

۲۱ ستمبر کا برتاپ لکھتا ہے کہ ”بچوں اور عورتوں کو شامل کر کے کل تینتیس اشخاص مسلمان ہوئے اور ان میں بھی ایک دو غیر ہندو تھے، نہ ہی اچھوت ہزاروں کی تعداد میں اور نہ ہی سینکڑوں کی تعداد میں اسلام لائے۔“ مگر یہی اخبار دوسری جگہ لکھتا ہے کہ شمالی ہند کے کئی مسلمان لیڈر مالا بار اور اس پاس کے علاقوں میں اپنے مذہب کی اشاعت کیلئے بھاری سرگرمی کا اظہار کر رہے ہیں، اور ہر بچوں کو بھاری تعداد میں دائرہ اسلام میں لارہے ہیں ہر روز ان کے جلسے منعقد ہوتے ہیں، جن میں پانچ دس ہزار ہر بچن شریک ہوتے ہیں، کیا اس سے ہندوؤں کی آنکھیں نہ کھلیں گی، اگر یہی حالت رہی تو وہ وقت دور نہیں کہ جب جنوبی ہند کے تمام ہر بچن آغوش اسلام میں آجائیں گے۔“ اب ان دونوں باتوں میں کس کو صحیح تسلیم کیا جائے، اور یہ متضاد باتیں کیا آریہ پریس کی صریح حواس باختگی کا ثبوت نہیں ہیں، امر واقعہ یہ ہے کہ اچھوتوں کے دل اس بات کو تسلیم کر چکے ہیں کہ ان کے روگ کا علاج سوائے اسلام کے اور کہیں بھی نہیں، اور یہی وجہ ہے کہ باوجود سکھوں اور ہندوؤں کے اس طرح سبز باغات دکھلانے کے پھر بھی وہ بے تحاشا اسلام کی طرف کھینچے چلے آ رہے ہیں۔

پہلی قطار کی بجائے دوسری قطار میں کھڑے ہو کر نماز پڑھو اور ایک بڑے سے بڑے مسلمان کو بھی ایک بھنگی اور چار سے مسلمان ہوئے ہوئے کے ساتھ بیٹھ کر کھانے میں کوئی دریغ نہیں اور پھر مسلمان ایک صاحب ثروت قوم ہے، اس کے گزرے زمانہ میں بھی اس کی کئی سلطنتیں ہیں اور پھر مسلمان دنیا کے ہر گوشہ میں پائے جاتے ہیں، اس وقت مسلمانوں کی تعداد ساٹھ کروڑ سے کم نہیں ہے، خود ہندوستان میں بھی نو کروڑ سے کچھ زیادہ ہی ہوں گے، اسلئے اچھوت مسلمان ہو کر ایک صاحب ثروت اور عالمگیر برادری کے ممبر بن سکیں اور ان کے اچھوت پن کے سب کچھ اور دلزدہ دور ہو جائیں گے، اسلامی برادری میں شامل ہو کر وہ ایسے ہی متحرک ہوں گے، جیسے سید اور پٹھان وغیرہ، سوائے اسلام کے اچھوتوں کے مرض کا علاج اور کہیں بھی نہیں اگر وہ اسلام کو چھوڑ کر کسی اور مذہب یا سوسائٹی کی طرف رخ کریں گے، تو یقیناً یقیناً وہ کنوئیں سے نکل کر گڑھے میں گرنے کے مصداق ہوں گے، گویا ایک غلطی کا ازالہ کرتے ہوئے دوسری غلطی کا ارتکاب کریں گے، اسلئے اس معاملہ میں اچھوتوں کو بہت سوچ سمجھ کر قدم اٹھانا چاہئے، جس شخص نے بھی خالی الذہن ہو کر اسلام پر غور کیا ہے، وہ اسلامی مساوات کی داد دے بغیر نہیں رہ سکا، چنانچہ پنڈت گوری شنکر شکل پتھک فرماتے ہیں کہ ”اسلام کی یہ خصوصیت ہے کہ کوئی بھی ہندو اسلام میں داخل ہو جائے وہ فوراً پاک ہو جاتا ہے وہ سارے جہاں کو اپنانے کے قابل ہو جاتا ہے، اتنا قابل ہو جاتا ہے کہ اسی طرح ہزاروں ہندوؤں کو پاک کر ڈالے مختصر یہ کہ مسلمان اگر دنیا سے چھو جائے تو اسے پاک کر دیتا ہے، لیکن اگر دنیا ہندو کو چھو جائے تو وہ ناپاک ہو جاتا ہے۔“ (رسالہ گنگا فروری ۱۹۳۶ء ص ۳۴) پس اسے اچھوت دوستو! اگر آپ حقیقی رنگ میں مساوات اور پاکیزگی حاصل کرنا چاہتے ہیں، تو اسلام کی پناہ میں آجائیں۔ اسلام کی پناہ میں آنے سے نہ صرف یہ کہ آپ کے سب اچھوت پن کے یہ دکھ دور ہو جائیں گے بلکہ اسلام آپ میں ایک ایسی شکتی (طاقت) پیدا کر دے گا کہ آپ کے ذریعہ دوسرے بھی پوتر ہو جائیں گے کیونکہ اسلام

اخبار طاب کے خاص نامہ نگار مقیم لندن کا بیان ہے کہ ”اچھوتوں کے لیڈر ڈاکٹر امبیدکار نے پارلیمنٹ کے ممبروں کے سامنے ایک تقریر کی جو ہندوستان کے اچھوتوں کی مصیبت کی داستان تھی، انہوں نے اپنی زندگی کے چند واقعات بیان کئے، جن کے سننے سے رونگٹے کھڑے ہو گئے، انہوں نے کہا کہ۔“

”جب میں سکول میں پڑھتا تھا، اس کے کمروں میں داخل ہونے کی اجازت مجھے نہ تھی، نہ ہی کوئی دوسرا طالب علم میرے ساتھ چھوٹا تھا، مجھے برآمدے میں ایک چٹائی پر بیٹھنا پڑتا تھا، سکول ماسٹر نے مجھے چھتری تک کبھی نہیں ماری، کیونکہ اس کا خیال تھا کہ اس طرح میرا اچھوت پن اس میں داخل ہو جائے گا۔ اب میں سرسٹریوں مگر میرے گاؤں کا مافی میری حجامت نہیں بنائیگا۔ نہ ہی مجھے اپنے گاؤں کے کنوؤں سے پانی بھرنے کا حق دیا گیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ میری طرح چھوڑا انسان ہندوستان میں اچھوت خیال کئے جاتے ہیں۔“ (طاب ۲۷ فروری ۱۹۳۱ء)

پھر برتاپ لکھتا ہے کہ ”شعبہ میں شہر بمبئی کی تنسواڑی کا نیا مندر نیچے سے اوپر تک پانی سے دھلوا یا گیا، محض اس وجہ سے کہ ڈاکٹر امبیدکار اس مندر میں داخل ہو گئے تھے، ڈاکٹر امبیدکار لاکھ تعلیم یافتہ بھی، لیکن قوم کے اچھوت ہیں اور یہ بمبئی جیسے شہر میں اور تعلیم یافتہ آبادی کے مرکز میں ہوا۔“

(برتاپ ۲۸ جولائی ۱۹۳۶ء ص ۴)

اچھوتوں سے ہندوؤں کے لیڈروں اور مندر کے پوجاریوں کا یہ برتاؤ صاف ظاہر کرتا ہے کہ ہندو کبھی بھی اچھوتوں کو مساوات دینے کیلئے تیار نہیں اور تو اور ابتدائی انسانی حقوق یعنی مجید میں داخل ہو کر عبادت سجالانے کو بھی گوارا کرنے کیلئے تیار نہیں ہیں، اچھوتوں کو اگر کہیں حقیقی معنوں میں تمدنی حقوق اور مساوات مل سکتی ہے تو صرف اسلام میں ہی، جہاں کوئی اچھوت نہیں، سب مسلمان بھائی بھائی ہیں، آج ہی ایک بھنگی سے مسلمان ہوا پہلی قطار میں ایک مسلمان بادشاہ کے پہلو پہ پہلو کھڑا ہو کر نماز پڑھ سکتا ہے اور کوئی مسلمان اشارہ بھی اسے یہ نہیں کہہ سکتا کہ اور تو اور تم

اس حرم میں سکھوں کو شریک کرنے سے منع

پچھلے دنوں راولپنڈی کے ایک عاقبت نااندیش ہندو نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان مبارک میں سوادہی سے کام لیا، اس کا ڈیفنڈ کرتے ہوئے ۱۴ ستمبر کا پریس لکھتا ہے کہ "اسکے لئے ساری ہندو اور سکھ قوم کو مورد الزام نہ ٹھہرانا چاہئے" یہ زیادہ اچھا ہوتا کہ پریس کے ایڈیٹر مہاشہ اس الزام میں ہندو قوم کے ساتھ سکھوں کو شامل نہ کرتے، خواہ مسلمانوں اور سکھوں میں سیاسی اختلافات کتنے ہی کیوں نہ ہوں مگر سکھ قوم میں یہ ایک خوبی ہے کہ وہ کبھی کسی بزرگ کی شان میں سوادہی سے کام نہیں لیتی، اور آج تک کبھی بھی اس شریف قوم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یا مسلمانوں کے دوسرے بزرگوں کی شان میں گستاخی سے کام نہیں لیا، اگر آریہ ذہنیت کے ہندو بھی اس نیک قوم کی پیروی کر سکتے تو آج ہندوستان میں یہ باہمی آزر و گی، کشیدگی اور تنفر نہ ہوتا۔

قابل تعریف بات

۱۴ ستمبر کا پریس لکھتا ہے کہ "درحقیقت بات یہ ہے کہ کوئی بھی شریف ہندو یہ گوارا نہیں کر سکتا کہ کسی ہادی مذہب کی شان میں گستاخی سے کام لیا جائے" بات بہت ہی قابل قدر ہے۔ اگر اس قول کے ساتھ فعل بھی ہوتا، تو پھر کیا کہتے؟ سونے پر سوہاگہ تھا، کیا ستیا رتھ پر کاش کے تیرہ دھوڑے ابواب ہادیان مذاہب کی شان میں گستاخی پر مبنی نہیں؟ رنگیلا رسول نامی کتاب — سر اسر گستاخی اور گند کا پلندا نہ تھی اور اس کتاب کے پبلشر کے مقدمہ میں مدد دینے والے اور پیروی کرنے والے ہندو یا آریہ ایک گستاخانہ کتاب کے شائع کرنے والے کو مدد دے رہے تھے یا نہیں۔ اور اگر ایسے لوگوں نے اب اپنی غلطی کا اعتراف کر لیا ہے تو مبارک کیونکہ اگر صبح کا بھولا شام کو گھڑا جاتے تو اسے بھولا نہ کہنا چاہئے، مگر میں حقیقی معنوں میں اس قول کی تعریف کروں گا جب آئندہ کیلئے اس کی تکرار نہ ہو سکے۔

اچھوت اور شام و صبح کے مسلمان

جب شام اور صبح کے مسلمانوں نے یہ سنا کہ ہندو کے آٹھ کروڑ اچھوتوں، جسے ہندو مت دن نے ذلت کے گڑھے میں گرا رکھا ہے، میں بیداری کے آثار پائے جارہے ہیں، اور وہ کسی ایسے مذہب کے حویاں ہیں جو انہیں حقیقی معنوں میں مساوات دے سکے، تو شام اور صبح کے مسلمانوں میں خوشی کی لہر کا ڈونا ایک قدرتی بات تھی، اور اس خوشی کے زیر اثر وہاں کا ایک وفد ہندوستان آ رہا ہے، تاکہ ہندوستان کے کہلائیے والے اچھوتوں کو اسلام کا مسرت انگیز پیغام دے سکے۔ کہ تم لوگوں کو حقیقی معنوں میں اسلام ہی مساوات دے سکتا ہے، مگر اس وفد کا آنا ہندوؤں کو بہت ہی ناگوار گزر رہا ہے، حالانکہ اس میں ناگوار گزرنے کی کوئی بات نہیں، یہ وفد ہندوستان میں ایک مہمان کی حیثیت میں ہوگا، اور ہندوستان کے رہنے والوں کا خواہ وہ مسلمان ہوں یا ہندو، فرض ہے کہ ان مہمانوں کی اوجھلٹ میں کوئی گسر نہ چھوڑیں، اور پھر ہندوؤں کے لئے بھی یہ راستہ کھلا ہے کہ وہ اچھوتوں کی حوصلہ افزائی کیلئے جاپان اور چین سے بدھوں کا وفد طلب کریں، اور ایسا کرنے میں بظاہر ہندوؤں کو کوئی تامل بھی نہ ہونا چاہئے، جبکہ وہ بدھوں کو ہندو ہی سمجھتے ہیں، ہاں یہ دوسری بات ہے کہ باوجود بدھوں کی شدید خواہش کے بھی ہندوستان کے ہندو بدھ گیا مندر بدھوں کے حوالے کرنے کیلئے تیار نہیں ہیں۔

لندن میں ہندو مندر کی تیاریاں

مہاراجہ تریپٹا جو حال ہی میں لندن سے واپس آئے ہیں ایک ملاقات کے دوران میں کہا کہ "لندن میں ہندو مندر بنانے کی تجویز کو تمام انگلستان میں بہت پسند کیا گیا ہے، عنقریب مندر تیار ہو جائے گا" ہندو ایک مالدار قوم ہے اور پھر جبکہ ہندو مہاراجوں کی سرپرستی سے حاصل ہو تو ان حالات میں ہندو قوم کا لندن میں کسی مندر کا بنالینا کوئی بڑی بات نہیں ہے۔

ہاں یہ احمدی جماعت کی بہادری ہے کہ باوجود غریب ہونے اور بغیر کسی والی ریاست کی مدد کے لندن جیسے شہر میں عرصہ سوا اپنی عالیشان مسجد کھڑی کر چکی ہے۔

ڈاکٹر امبیدکار کی غلطی

بعض اخباروں میں یہ خبر شائع ہوئی ہے کہ ڈاکٹر امبیدکار کا میلان سکھ مذہب کی طرف ہے اور اسلام پر انہیں اسلئے اعتراض ہے کہ یہاں شیعہ اور سنیلوں کا جھگڑا ہے مگر اس جھگڑے سے تو کوئی فرقہ بھی متبر انہیں سکھوں میں اکالی - تت خالصہ - نام دھاری - سہج دھاری - سناٹنی سکھ و نرے موجود ہیں۔ ہاں اسلام میں یہ ایک امتیازی خوبی ہے کہ اصولاً اول تو اسلام میں کوئی فرقہ ہی نہیں، اگر تھوڑی دیر کیلئے تسلیم کر لیا جائے تو سب قولاً و فعلاً مساوات کی حامی ہیں، مگر دوسرے لوگوں میں ہو سکتا ہے کہ قولاً تو اس کا اعتراف ہو مگر فعلاً نہیں، میرے خیال میں بیشتر اس کے کہ ڈاکٹر امبیدکار سکھ مذہب کی طرف اپنا قدم اٹھائیں، انہیں مذہبی - ریتیہ و رواداسیہ سکھوں سے دریافت کر لینا چاہئے کہ اعلیٰ کہلانے والے سکھ ان کے ساتھ کیا سلوک روا رکھتے ہیں، اس کے بعد پھر وہ کوئی عملی قدم اٹھائیں، ایسا نہ ہو کہ ایک غلطی کی اصلاح کرتے ہوئے دوسری غلطی کر بیٹھیں۔

نام مقول اعتراض

۱۴ ستمبر کا آریہ مسافر ایک مسلمان کی تصنیف پر یہ اعتراض کرتا ہے کہ "ایک جگہ پر آگ کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ دیکھو آگ جو ایک مخلوق تھے ہے ہندوؤں کی معبود بنی بیٹھی ہے اور اس کے ساتھ وہی صفات وابستہ کرتے ہیں کہ جو صرف خداوند کریم کی ذات میں ہی پائی جاتی ہیں" تعجب ہے کہ آریہ مسافر کے ایڈیٹر مہاشہ کو اس پر اعتراض کیوں؟ بلکہ اسے

مشکلات حل نہیں کر سکا اب کلکتہ عادات کیسے بدل سکتی ہیں، اچھوتوں کو اس وقت تک کسی ہندو سے مساواتی بہتری کی توقع رکھنا ایک جنوں سے بڑھ کر کوئی حقیقت نہیں رکھتا، جب تک کہ منوسمتری میں اچھوتوں کیلئے ناروا احکام موجود ہیں، اگر ہندو واقعی اچھوتوں کے ہمدرد ہیں تو انہیں سب سے پہلے منوسمتری سے اچھوتوں کے متعلق ان تلخ اقوال کو نکال دینا چاہئے، ورنہ پتوں کے جھاڑنے سے کیا فائدہ جب کہ درخت کی جڑوں کو برابر پانی مل رہا ہے ہندوؤں کا بحیثیت مجموعی اچھوتوں کے متعلق ان سخت احکام کا منو شاستر سے نہ نکالنا یہ اس بات کی صریح دلیل ہے کہ ہندو لوگ دل سے اچھوتوں کی اس ذلت کو دور کرنے کیلئے تیار نہیں ہیں۔

اچھوت اور سکھ

۲۰ ستمبر کا آریہ مسافر لکھتا ہے کہ ”دور دراز کے قافلہ پر واقع مقامات کے لوگوں کو تو شاید (سکھ) دھوکا دے سکیں لیکن پنجابیوں کو نہیں دے سکتے، کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ سکھ سماج میں اچھوتوں کی پوزیشن اگر ہندو سماج کی نسبت بدتر نہیں تو بہتر بھی نہیں، پچھلے دنوں بعض لوگوں نے امید کار کے ساتھ سکھوں کو مخاطب کر کے اعلان کیا تھا کہ وہ سکھ بننے کی غلطی نہ کریں، کیونکہ وہ خود سکھوں کی بدسلوکی سے تنگ آئے ہوئے سکھ دھرم ترک کرنے کیلئے تیار بیٹھے ہیں، ڈاکٹر صاحب لاکھ قسملیں کھا کر یقین دلائیں کہ انہیں دھرم کے مقابلہ میں چنداں پرواہ نہیں، لیکن اصل حقیقت سے واقف لوگ ایسی باتوں سے گمراہ نہیں ہو سکتے وہ بجا طور پر کہہ سکتے ہیں کہ عجب

من خوب می شناسم پیران پار سارا
یہ رائے کسی مسلمان کی نہیں بلکہ ایک آریہ ایڈیٹر کی ہے جو سکھوں کے اندرونی حالات کو بہتر سمجھتا ہے، پچھلے دنوں ننگانہ صاحب اور مانا نوالہ کے مذہبی سکھوں نے اعلیٰ سکھوں کے سلوک کے متعلق اخبارات میں جو حالات شائع کروائے تھے، وہ کہلانے والے

ہے تو ایڈیٹر مہاشہ اپنے اخبار کو اردو کی بجائے ہندی میں کیوں نہیں شائع کرنا شروع کر دیتے، یقیناً یہ تجربہ ان پر یہ بات واضح کر دیگا کہ لوگ اردو کو آسانی سے پڑھ سکتے ہیں یا ہندی کو، کیا عجیب بات ہے کہ یہ لوگ اردو کے منارہ پر کھڑے ہو کر ہندی کی ترقی کیلئے نعرہ بلند کرتے ہیں یا اردو کے سایہ دار درخت کے نیچے کھڑے ہو کر اس کی جڑوں پر تیر چلاتے ہیں، یقیناً ایسا عجوبہ بہت کم دیکھنے میں آیا ہوگا

آریہ سماج اور وید

۲۰ ستمبر کا آریہ مسافر لکھتا ہے کہ ”آریہ سماج کا نکھیہ ادیش (فرض اولیٰ) وید پر چار (اشاعت) ہے۔“ مگر جہاں تک واقعات کا تعلق ہے، آریہ سماج کا طرز عمل اس کا ساتھ نہیں دیتا، اگر حقیقتاً ایسا ہوتا تو کم از کم ہندوستان کی رائج الوقت السنہ میں تو ویدوں کے تراجم ہو چکے ہوتے اور تو اور اس وقت تک ہندی میں بھی ویدوں کے تراجم کا ملنا مشکل ہے، حالانکہ نہ آریہ سماج کے پاس ویدوں کے پنڈتوں کی کمی ہے اور نہ روپیہ کی پھر ویدوں کے تراجم سے یہ بے پرواہی یا غفلت خالی از علت نہیں۔ اور پھر کونسی بات روک بن رہی ہے۔ اسے کسی اور کی نسبت آریہ سماج زیادہ بہتر سمجھتی ہے، ہاں ایسے موقع پر عام طور پر لوگ فارسی کی یہ ضرب المثل بولا کرتے ہیں عجب خموشی معنی وارد کہ در گفتن نمی آید

اچھوت اور ہندو

شیر پنجاب لکھتا ہے کہ ”اچھوتوں کو سوسائٹی میں بلند پوزیشن دینا اور ہندو دھرم دو متضاد باتیں ہیں، نہ مانہ کے حالات کے ماتحت اچھوتوں کی مشکلات میں کچھ کمی ہو جائے تو اور بات ہے، لیکن یہ خیال کہ ہندو سوسائٹی میں انہیں دو جوں (اعلیٰ ہندوؤں) جیسا رتبہ مل جائیگا، محال و جنوں ہے۔“ بات معقول ہے، جو ہندو دھرم ہزار ہا سال سے اچھوتوں کی

تو خوش ہونا چاہئے تھا کہ اس مسلمان مصنف نے اس بارے میں وہی فرض ادا کیا ہے، جو سوامی دیانند صاحب نے ستیا رتھ پرکاش میں ادا کرنے کی کوشش کی ہے۔ ہاں اگر آریہ سماج نے یا کم از کم آریہ مسافر کے ایڈیٹر مہاشہ نے خدا پرستی کی بجائے بت پرستی کو اختیار کر لیا ہے، تو پھر دوسری بات ہے۔

ایک اور بیجا اعتراض

اسی مصنف کی کتاب پر نکتہ چینی کرتے ہوئے آریہ مسافر کے ایڈیٹر صاحب لکھتے ہیں کہ ”ایک اور جگہ بت پرستی کی رسم کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ ”ہندوؤں میں یہ عام دستور تھا کہ جب کوئی مرجاتا تھا تو اس کی بیوی کو جبراً اس کی لاش کے ساتھ چتا پر رکھ کر جلا دیا تھا، اس کا ذکر کرنے کے بعد لکھا ہے ایسے اور بھی کئی جہاں نہ رواجات موجود تھے۔“ اس پر ایڈیٹر مہاشہ لکھتے ہیں کہ ”ہم سچ کہتے ہیں کہ جب یہ سطور ہماری نظر سے گذریں تو ہمارے دل پر ایک بجر (پتھر) کا سا آگھات (چوٹ) ہوا۔“ بظاہر بجر کے آگھات ہونے کی کوئی وجہ نہیں، ہندوؤں میں سستی کی رسم موجود تھی، اگر انگریز قانون اسے منع نہ کرتے تو غالباً اس وقت تک بھی رہتی، اور اب اگر ایک مسلمان مصنف نے اس کا ذکر کر دیا اور اسے جہالت کی رسم کہہ دیا، تو کون سا غضب ہو گیا، جس سے ایڈیٹر مہاشہ تلملا اٹھے، نازک مزاجی کی بھی کوئی حد ہونی چاہئے۔

اردو ہندی کا جھگڑا

یہی اخبار ایک اور جگہ لکھتا ہے کہ ہمارا ذاتی تجربہ ہے کہ تین سال کے عرصہ میں اردو کی دوسری کتاب پڑھنے اور بالکل معمولی املا لکھنے کو قابل ہوتے ہیں لیکن ہندی زبان ایسی زبان ہے کہ کند ذہن سے کند ذہن بچے بھی ایک یا دو ماہ میں اچھی طرح کتابیں پڑھنے لگ جاتے ہیں۔ اگر یہ بات

ہی قابل لعنت ہیں، مگر مجھے تعجب تو ان لوگوں پر ہے جو ایک کیلئے آسمان سربراہا نہیں اور دوسرے کے لئے کافی حد تک برداشت سے کام لیں۔

اسلام اپنی خوبیوں سے پھیلا

وطنی دوست یہ کہتے تھے کہ اسلام ہندو شمشیر پھیلا ہے، مگر واقعات اس کے بالکل برخلاف جاتے ہیں، ایسٹ انڈیا کمپنی کے زمانہ میں مسلمانوں کی تعداد ہندوستان میں اڑھائی کروڑ تھی، لیکن آج خدا کے فضل سے مسلمان نو کروڑ ہیں، اس معجزانہ ترقی کے تبلیغی محرکات آج کسی تشریح کے محتاج نہیں ایسٹ انڈیا کمپنی کے عہد سے لیکر اس عرصہ میں کونسا جابر اور قابض مسلمان بادشاہ ہندوستان پر چڑھ کر آیا، جس کی خونخوار تلوار نے لوگوں کو ہندو شمشیر مسلمان بنایا، یہ سارے چھ کروڑ کا اضافہ صرف اسلام کے محاسن اور خوبیوں کا نتیجہ ہے کیونکہ یہی ایک مذہب ہے جو اپنے پیروؤں کو دینی اور دنیوی خوبیوں کا مالک بناتا ہے، اور جو شخص بھی تعصب سے الگ اور خالی الذہن ہو کر اس پر غور کریگا وہ یقیناً یقیناً اسی نتیجہ پر پہنچے گا۔

اچھوتوں کیساتھ مسلمانوں کی رواداری

سوامی کلجک آنڈینیا سی نے اپنے ایک بیان میں لکھا ہے کہ اگر قابل اچھوت مسلمان ہو جائیں تو مسلمان رہنما ان کیلئے زیادہ سے زیادہ اشار کرنے کیلئے تیار ہیں چنانچہ آرنیمل شیخ بشیر حسین قدوائی ممبر کونسل آف سٹیٹ، سید حاجی عبداللہ ہارون ممبر اسمبلی مولانا شوکت علی ممبر اسمبلی، سید علی ظہیر ممبر یوپی کونسل اور بعض دیگر حضرات نے یقین دلایا ہے کہ وہ اپنی نشستیں اچھوت لیڈروں کیلئے چھوڑنے کو تیار ہو جائیں گے ایسے ہی ڈاکٹر ضیاء الدین احمد ایم۔ ایل۔ اے ارشاد فرما چکے ہیں کہ اگر کوئی قابل اچھوت مسلمان مل سکے تو وہ نہ صرف اسمبلی میں اپنی نشست بلکہ وائس چانسلری

کا مخالف ہوں کیونکہ اس سے حالات خراب ہوتے اور باہمی کشیدگی پھیلتی ہے، جبکہ اس وقت ملک میں اتحاد کی اشد ضرورت ہے، مگر اس بدعت کے بانی ہمارے ہندو دوست ہی ہیں، ایک مسلمان گوہر دودھ اپنے ہاتھوں سے اپنے برتن میں دودھ کر لاتا ہے مگر جب وہ ہندو کے برتن میں منتقل ہو جاتا ہے، تو پھر وہ مسلمان کے چھوٹے سے بھر شٹ (ٹاپاک) ہو جاتا ہے، ایک مسلمان ہندو کے ہاتھ کا کھا سکتا ہے مگر ایک ہندو بعض حالات میں ایک مسلمان کے سایے کا بھی روادار نہیں ہوتا، حالانکہ وہ مسلمان پانچ وقت نماز پڑھنے کیلئے سخت پاکیزگی اور طہارت کا پابند ہوتا ہے جب ذہنیت کا یہ عالم ہو تو پھر میرے ہندو دوست مسلمانوں کی شکایت کریں تو کیوں؟ اس کا بہتر علاج یہی ہے کہ ہندو دوست اپنے اس سخت بائیکاٹ کو ڈھیلا کریں پھر وہ مسلمانوں کو اپنا بہترین ہمدرد اور خیر خواہ پائیں گے۔

فرضی متم خانے

اس عنوان کے تحت ۲۸ اگست کا جاگرت لکھتا ہے کہ ”بہار۔ سی۔ بی۔ اور پہاڑی علاقہ کی عورتیں بدستور سابق اغوا کر کے لائی جاتی ہیں اور انہیں فروخت کیا جاتا ہے یہ ٹھیک ہے کہ وہ اسے باقاعدہ فروخت کرتا نہیں کہتے ہیں، بلکہ اس بروہ فروشی کے آشرم (جگہ) کیلئے دان حاصل کر کے شادی کرنے کے نام سے پکارتے ہیں، مگر بات ایک ہی ہے، خواہ لیل اس پر کچھ لگائیں یہ قباحت واقعی قابل تدارک ہے اور اس کے تدارک کا ایک ہی طریقہ ہے کہ سب ہندو متفقہ رنگ میں ایسے آشرموں کے برخلاف اپنی آواز بلند کریں، اور ان کے کارکنوں کو جلد سے جلد پولیس کے حوالہ کریں، یہ کس قدر تعجب کی بات ہے کہ اگر کوئی مسلمان اغوا کرے تو ہندو پولیس آسمان سربراہا لیتا ہے، مگر ایسے اغوا کے اڈوں کو بحیثیت مجموعی ایک حد تک نظر انداز کر دیتا ہے، حالانکہ اول الذکر کی نسبت مؤخر الذکر سوسائٹی کیلئے زیادہ خطرناک ہے۔ میں نہیں کہتا کہ پہلی صورت قابل لحاظ ہے، میرے نزدیک تو دونوں

اچھوتوں کی آنکھیں کھولنے کیلئے کافی سے بڑھ کر اپنے اندر حقیقت رکھتے ہیں، یہ امر واقعہ ہے کہ اچھوتوں کی بیماری کا علاج سوائے اسلام کے اور کہیں بھی نہیں جسکی تعلیم یہ ہے اگر مکہ عند اللہ اتقا کم۔ لہذا اگر کھلانے والے اچھوت اپنی اس موجودہ زبون حالت سے نکلنا چاہتے اور اپنے مستقبل کو روشن بنانا چاہتے ہیں تو پھر انہیں جلد سے جلد اسلام کی محبت بھری آغوش میں آ جانا چاہئے جہاں سب بھائی بھائی ہیں، وہی قابل عزت جو زیادہ نیکو کار ہے، مصلائقہ نہیں خواہ وہ کوئی ہو۔

بلی تھیلے سے باہر

۲۰ ستمبر کا پرکاش لکھتا ہے کہ ”فرقہ دارانہ فیصلہ کے شائع ہونے پر مہاتما گاندھی نے اگر اپنی جان کی بازی لگائی تھی، تو اس لئے کہ اچھوت ہندوؤں سے علیحدہ نہ ہونے پائیں، اسی مجاہدہ کی رو سے اچھوتوں کو جداگانہ انتخاب کا موقعہ دیا گیا، جس پر مہاتما گاندھی نے برت دھارن کر لیا، اور وہ بستر مرگ پر پڑے تھے، ایک ایک دن ان کے لئے زندگی اور موت کا حکم رکھتا تھا اس سے صاف ظاہر کہ اگر جناب گاندھی جی نے سر دھڑکی بازی لگائی تھی تو اچھوتوں کی بہتری کیلئے نہیں، بلکہ محض ہندوؤں کی بہتری کیلئے تاکہ اچھوت ہندوؤں سے الگ نہ ہونے پائیں جس کے نتیجہ میں ہندو کمیونٹی کو غیر معمولی سیاسی نقصان پہنچنے کا یقین تھا، اگر جناب گاندھی واقعی اچھوتوں کے ہمدرد ہوتے، تو وہ اچھوتوں کو یہ مشورہ دیتے کہ وہ مسلمان ہو جائیں، جہاں انہیں حقیقی معنوں میں تمدنی اور معاشرتی حقوق مل سکتے تھے۔“

اے باد صبا اینہما آورہ تست

۲ ستمبر کا پرتاب سخت شاکی ہے کہ ”محمد پور ضلع ڈیرہ غازیخان کے مسلمان ہندو دوکانداروں سے سودا سلف نہیں خریدتے“ میں خود اس قسم کو بائیکاٹ

اپنے ہمراہ لیتے آئیں، تا اپنے غریب بھائیوں کی امداد کر کے ان کی دعا لیں، اور عند اللہ باخبر ہوں۔
(پرائیویٹ سکرٹری حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ)

ایک ہمدانی خاتون کی عزت افزائی

کچھ عرصہ ہوا، مولوی برکت علی صاحب لائق لدھیانوی کی بھانجہ اور میاں بشرا احمد صاحب کی اہلیہ محترمہ غلام فاطمہ صاحبہ نے ایسی حالت میں جبکہ چھوٹے چھوٹے بچوں کے ساتھ گھر میں اکیلی تھیں، رات کا وقت تھا، پردیس کا معاملہ تھا اور گھر کا ملازم لڑکا نکھر اسی پر اتر آیا تھا، دو مسلح ڈاکوؤں کا نہایت بہادری اور جرات کے ساتھ مقابلہ کیا تھا، اور زخمی ہو جانے کے باوجود گھر کا ایک تنکا بھی ڈاکوؤں کو نہیں لے جانے دیا تھا، اور خائب و خاسر بھاگنے پر مجبور کر دیا تھا، آخر وہ ڈاکو پکڑے گئے، ان میں سے ایک کو سات سال قید کی سزا ہوئی دوسرے کو تین سال کی اور نوکر کو دو سال کی۔

اس بہادری پر خاتون موصوف کی سب سے بڑی عزت تو یہ ہوئی کہ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے دست مبارک سے مبارکباد لکھی، اب پنجاب پولیس نے بہادری کے اعتراف میں سیکرٹری سٹیفلیٹ اور سپاس روپے نقد بطور انعام دے دیے، شیخ محمد بشیر صاحب آزاد جرنلسٹ مرید کے نے جماعت احمدیہ مرید کے کی طرف سے ایک چاندی کا خوبصورت میڈل دیا ہے، جس پر انہوں نے اپنا نام اور "غلام فاطمہ دو ڈاکوؤں سے مقابلہ کرنے والی" کندہ کرایا ہے۔ مرکزی لجنہ اماء اللہ کو بھی چاہئے کہ خاتون موصوف کی مناسب اور موزون رنگ میں حوصلہ افزائی کرے تا امداد خواتین میں شجاعانہ اور دلیرانہ جذبات ترقی کریں، چونکہ جماعت احمدیہ کے مخالف ہر جگہ پائے جاتے ہیں اور احمدی ابھی اکیلے دو اکیلے ہیں، اس لئے ہماری عجات کی عورتوں میں بہادری اور دلیری کے جذبات کا پایا جانا نہایت ضروری ہے تاکہ وقت بڑے پر وہ اپنے حواس قائم رکھ کر مقابلہ کر سکیں اور یوں بھی ترقی کرنے والی قوم کی خواتین جب تک بہادر اور دلیر نہ ہوں اپنی اولاد کی تربیت

سے بجائے ثواب حاصل کرنے کے گناہ کا مرتکب ہو جائے اور متلاشیان حق کیلئے ٹھوکر کا باعث بنے، پس جس جگہ جلسے کئے جاسکیں، وہاں جلسے کئے جائیں، ٹریکٹ اشتہارات اور کتب کی تقسیم سے بھی پیغام حق پہنچایا جاسکتا ہے، لیکن اگر کسی جگہ جلسے کا انتظام نہ ہو سکے اور وہاں کے احمدی انفرادی طور سے صداقت احمدیت کو بیان کریں، اور جو احباب خدا تعالیٰ کے فضل سے ہمارے خیالات سے متفق ہوتے ہوئے نظر آئیں، انہیں ابھی سے جلسہ سالانہ پر لانے کیلئے تیار کریں،

میں یہ امر اپنے ذہن میں لانے سے قاصر ہوں کہ ہماری جماعت کا کوئی بالغ فرد صداقت احمدیت کیلئے اپنے پاس دلائل نہ رکھتا ہو، کیونکہ اس کے بغیر احمدی جماعت میں شامل ہونا یا رہنا بے معنی نظر آتا ہے پس ضرور ہے کہ ہر احمدی بالغ فرد کے پاس صداقت احمدیت کیلئے دلائل موجود ہوں، جو ابھی تک دلائل کے سیکھنے کے محتاج ہوں، یا پھر یہ بھی ہو سکتا ہے، کہ بعض افراد اپنے مافی الضمیر کو دوسروں کے سامنے بیان کرنے سے قاصر ہوں، تو ایسے احباب کی سہولت کیلئے مہتمم صاحب نشر و اشاعت کی طرف سے ایک تبلیغی ٹریکٹ شائع ہوگا احباب اسے بذریعہ ڈاک منگا سکتے ہیں، دس دس بیس بیس ٹریکٹ تو بلا قیمت بھیجوائے جاسکتے ہیں، لیکن اگر احباب کو اس کی کثرت سے اشاعت مطلوب ہو، تو پھر آٹے فی سینکڑہ کے حساب سے احباب کی خدمت بھیج دیئے جائیں گے، لیکن ایسے احباب کی اطلاعات بہت جلد نظارت ہذا کو موصول ہو جاتی نہایت ضروری ہیں تاکہ اندازہ کے مطابق ٹریکٹ شائع کیا جاسکے۔
(ناظر دعوت و تبلیغ قادیان)

امسال مجلس مشاورت کا دوسرا اجلاس اکتوبر کے آخر میں یعنی ۲۳ - ۲۴ - ۲۵ کو ہونے والا ہے، چونکہ اس وقت سردیوں کا آغاز ہوگا، دوست مجلس مشاورت میں شمولیت کیلئے آتے وقت اپنے ان غریب بھائیوں کا جو قادیان میں رہتے ہیں، خیال رکھیں، اور موسم سرما کیلئے جو کچھ پُرانے یا نئے پارچے ان کیلئے لائیں

اعلان

تک اس کے حوالے کرنے پر آمادہ ہیں مسلمان رہنما اور اسلامی انجمنیں اور اخبارات کئی بار اس کا اعلان کر چکے ہیں، کہ جس قدر تعداد میں اچھوت اقوام اسلام میں داخل ہوں گی اس کے علاوہ مسلمان اپنے تمام حقوق بھی ان کے حوالے کر دینے پر تیار ہیں، کیونکہ جب وہ مسلمان ہو گئے تو پھر انہیں ہر وہ حق حاصل ہو جائیگا جو ایک پیدائشی مسلمان کو حاصل ہے بلکہ یہ امر واقعہ ہے، کہ عام مسلمانوں کا میلان پیدائشی مسلمانوں کی نسبت نو مسلموں کی طرف زیادہ ہوتا ہے اور نو وارد کو مساوات دیکر فوراً اپنے اندر جذب کر لیتے ہیں، کیا پنڈت مدن موہن مالوی بنارس یونیورسٹی کی وائس چانسلری کسی اچھوت کے حوالے کرنے کیلئے تیار ہیں؟ حالانکہ وہ اچھوت اور دھار کے غیر معمولی حامی ہیں، کیا کوئی ہندو لیڈر اس پر عمل کر کے دکھلا سکتا ہے کہ وہ ایک اچھوت کے ساتھ روٹی اور مٹی کے تعلقات وابستہ کرے گا، یقیناً نہیں تو پھر بھوپا کی ہمدردی کا کیا فائدہ؟ یہ تو وہی ہوا کہ واروں سوگڑ پھاڑوں نہ ایک گز۔

یوم تبلیغ امسال یکم نومبر بروز اتوار مقرر کیا جاتا ہے

سالہائے ماضی کی طرح امسال پھر یوم تبلیغ کے لئے یکم نومبر بروز اتوار مقرر کیا جاتا ہے، اس روز ہر بالغ احمدی مرد و عورت کا فرض ہوگا کہ سارا دن ان لوگوں کو جو احمدیت میں ابھی تک داخل نہیں ہوئے، نرمی اور محبت سے پیغام حق پہنچائے، اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت پر جس جگہ ہو سکے، جلسے کئے جائیں دی اثر احباب ان جلسوں میں اپنے بچھڑے ہوئے بھائیوں کو شریک کریں، اور ان پر صداقت کا اظہار کریں۔

یہ امر خاص طور پر ملحوظ رہے کہ پیغام حق پہنچانے والے احباب نہایت متشخص طریق سے صداقت کا اظہار کریں، ایسا نہ ہو کہ کوئی لیکچر کسی کی انگلیخت یا اشتعال انگیز پر خود بھی مشتعل ہو کر کوئی ایسی نا واجب حرکت کر بیٹھے جس

۱۔ اس کی مناسب طریق پر حوصلہ افزائی کی جائے (افضل)

احرار قادیانیوں کا کیا بگاڑ سکے

(از مولانا تاجور صاحب پروفیسر دیال سنگھ کالج)

مگر ہمارے احرار خدا کے کرم عام کا صرف اپنی ہی جماعت کو مقدار خیال کرتے ہیں، کم سے کم احمدیہ جماعت کو قدرت کی غلط بخششوں سے محروم کرنے پر گرم کار نظر آتی ہے۔
”احرار کو ووٹ دو“ کیوں؟

اس لئے کہ یہ قادیانیوں کے دشمن ہیں، جہل و صُلّ، سر نطفہ اللہ خاں مسلمان نہیں ہے، ٹوڈی ہے، کافر ہے مسلمانوں کا نمائندہ نہیں کیوں؟

”اس لئے کہ وہ قادیانی ہے“ کیا خوب! اور پھر دیکھتے ہوئے بھی کہ قدرت کو ہم سے ضد ہے کہ قادیانیوں کیلئے ہماری ہر تحریری جدوجہد وجہ تعمیر بن رہی ہے، اپنی ناکام پالیسی پر نظر ثانی کی ضرورت محسوس نہیں کرتے۔

سر نطفہ اللہ خاں کے خلاف احرار غوغا قیامت کی خبر دے رہا تھا، سب کو اندیشہ تھا، کہ اس غوغائے عام میں نطفہ اللہ خاں شاید ہندوستان میں زندگی کو محفوظ نہ پا کر یہاں سے ہجرت کر جائے، لیکن فضا، گرد و غبار بٹاتا تو دنیا نے دیکھا کہ ہجرت کرنے کی بجائے وہ ہندوستانی حکومت کی مرکزی طاقت بن چکا ہے۔
دشمن چہ کند چہ نہاں باشد دوست

(شاہکار مئی ۱۹۳۶ء)

ڈاکٹر امجد کار می عقل اور انست کے نام پر ایک اہل

(حضرت ڈاکٹر امجد محمد اسماعیل صاحب ریٹائرڈ سول جرنل و قلمی)

مکرم بندہ جناب ڈاکٹر امجد کار صاحب! تسلیم۔ آپ کے اور آپ کی قوم کے لوگوں کے متعلق کچھ بات سے یہ افواہیں اڑ رہی ہیں کہ وہ مذہب تبدیل کرنے کا فیصلہ کر چکے ہیں، کیونکہ ان کو ہندو مذہب میں کوئی ترقی کوئی مساوات کوئی فائدہ ملنا نظر نہیں آتا۔

مکرمی ڈاکٹر صاحب! یہ فیصلہ آپ کی قوم کا بہت مفید اور خوش کن فیصلہ ہے، کیونکہ بغیر اس کے آپ ان آہنی زنجیروں اور فولادی طوق و سلاسل سے نجات نہیں پاسکتے، جو پانچ ہزار سال سے ہندو قوم اور ہندو مذہب نے

بھی عجیب سی ذہنیت ہے، ایک جماعت خدا کو وحدہ لا شریک مانتی ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پیغمبر برحق تسلیم کرتی ہے، اپنے آپ کو مسلمان بتاتی ہے۔

مردم شماری میں مسلمان لکھاتی ہے، قانون ساز مجالس میں مسلم مقاصد کی زور شور سے حمایت کرتی ہے، پھر آپ سے یہ التجا بھی نہیں کرتی، کہ مجھے سند ایمان و اسلام عطا فرما۔ پھر اس کے خلاف لیجوا بکڑ لو! ”کافر، مرتد“ کے یہ نعرے لگانے کہاں تک مناسب ہیں،

کہا جاتا ہے کہ قادیانی انگریزوں کے دوست ہیں ان کے اقتدار کو پائیدار بنانے میں ساعی رہتے ہیں۔

ہم پوچھتے ہیں احمدی انگریزوں کے دوست کیوں نہ ہوں، انگریزی عہد میں انہیں مذہبی آزادی سے زندہ رہنے کا حق حاصل ہے، جن اصول کو وہ صمیم خیال کرتے ہیں، ان کی تبلیغ میں انگریزی قانون خارج نہیں، پھر وہ انگریزوں کے دوست اور ان کی حکومت کو پائیدار بنانے کے خواہشمند نہ ہوں، تو کیا آپ کی حکومت کیلئے خدا سے التجائیں کریں

آپ کی حکومت کبھی قائم ہوگئی تو قادیانیوں کو مرتد قرار دیکر ان کا جن بچہ کولھو میں پلوا دے گی، آپ کے دور جہان بینی میں تو بزم جہاں ہاں ہمہ وسعت و عرض ان کیلئے تنگ بنا دی جائے گی، احرار کی حکومت تو جب ہوگی تب ہوگی، اور خدا جانے کبھی اسے مرنا نصیب بھی ہوگا یا نہیں، مگر

آپ تو اپنے عہد غلامی اور دور جبر میں بھی انہیں خدا کی پیدا کی ہوئی زمین پر نہیں دیکھ سکتے، کبھی با اختیار ہو گئے تو انہیں زیر زمین پہنچا کر بھی دم نہ لیں گے، خدا دوسروں کی طرح انہیں بھی زندگی بخش رہا ہے، رزق دے رہا ہے راحت و آرام پہنچا رہا ہے، اسے تو کبھی خیال میدان نہ ہوا

کہ اس مرتد اور انگریز پرست جماعت پر یہ اپنی نعمتیں کیوں ضائع کروں، کیونکہ ان کو نصیب احرار بنا دوں کہ یہ میرے فدا کار کچھ تو فدا کاری کا صلہ پائیں۔

پنجاب کے احرار کی سیاسی پالیسی اس منفی اصول پر مبنی ہے کہ وہ احمدیہ جماعت کو زندگی کا حق دینے سے انکار کرتی ہے۔

اس عجوبہ زار پالیسی کا کوئی عنصر بھی مثبت نہیں ہم شیعہ بھائیوں کو آج تک محاف نہیں کر سکے کہ ان کے مذہب کی بنیاد میں تحریری عنصر داخل ہے، وہ تبری اور سب شتم کو مذہب کا جزو بنائے ہوئے ہیں، ہم ان کو مذہبی ذہنیت پر یہ کہتے سنے جاتے ہیں کہ

”دشنام بہ مذہب ہے کہ طاعت باشد مذہب معلوم و اہل مذہب معلوم“

لیکن ہمارے محترم احرار رہنماؤں سے کوئی پوچھے کہ قادیانیوں کے خلاف ان کا یہ جہاد یہ سب و شتم، یہ ہر گرفتاری، کیا انہیں اس شیعہ ذہنیت کا مالک قرار نہیں دیتی، جس کو وہ غیر اسلامی قرار دیتے ہیں۔

یہ ایک حقیقت ہے کہ آج کسی باطل سے باطل مذہب کے پیرو بھی کسی جماعتی دباؤ سے مٹائے نہیں جاسکتے، یہی نہیں بلکہ ان کے خلاف ہر تحریری کوشش ان میں تنظیم پیدا کرتی ہے، طاقت نشوونما پیدا کرتی ہے اور انہیں پہلے سے زیادہ طاقتور بھی بنا دیتی ہے

احرار رہنما اس حقیقت سے بے خبر نہیں ہیں انہیں غالباً اس واقعیت کا علم ہوگا کہ احمدی جماعت کے خلاف اس کی منظم ہنگامہ پرستیوں نے نہ صرف احمدی جماعت کو غیر معمولی اہمیت کا مالک بنا دیا ہے، بلکہ ان کی تبلیغی مساعی حیرت انگیز طور پر وسعت حاصل کر رہی ہیں پھر سمجھ میں نہیں آتا کہ اس سعی لاحاصل کا حاصل کیا ہے۔

احرار حضرات یہ کہتے سنے جاتے ہیں کہ ایک غیر مسلم جماعت کی حیثیت سے قادیانیوں کے ہم خلاف نہیں، البتہ انہیں اسلام و ایمان کے دعویدار کی صورت میں دیکھنا ہمارے لئے ناقابل برداشت ہے، مگر یہ

پھر کیا اور پنج ذات کے ہندو جو مدراس میں ہیں صرف اخبار میں یہ پڑھ کر کہ یہ قوم سکھ بن گئی ہے، فوراً اپنے کنوئیں، اپنے مدرسے، اپنی سڑکیں، اپنے مندر اور اپنے گھر ان کیلئے کھول دیئے، کہ سنہ ۱۸۵۷ء کے آپ سکھ ہو گئے ہیں، آپ پر سے ہم نے سب روکیں اٹھا دی ہیں اور اب آج سے آپ ہمارے برہمنوں کے ہم پلہ اور ہمارے بھائی بن گئے ہیں۔

کیا اسے ڈاکٹر صاحب! آپ ایک منٹ کے لئے بھی ایسا خیال کر سکتے ہیں، اگر نہیں تو سکھ ہونے کا ارادہ کرنا محض فضول بات ہے یا نہیں، جب خود آپ کی اتنی کثرت ہے کہ آپ ہندوستان میں سکھوں سے ۸ گنا زیادہ ہیں، تو یہ تو ممکن ہے کہ سکھ ہرچن بن جائیں مگر یہ ممکن نہیں کہ ہرچن سکھ بن سکیں۔

عیسائی۔ یہی عیسائیوں کا حال ہے، نہ وہ آپ کو مساوات دے سکتے ہیں، نہ دنیاوی کسی قسم کا فائدہ، نہ وہ آپ کی کھپت اپنے اندر کر سکتے ہیں، آپ کے پادری کالے، آپ کے گرجے الگ، آپ کے مدرسے علیحدہ، آپ آدھے تیرے آدھے پیڑ ہو جائیں گے۔ اس سے زیادہ نہیں۔

مسلمان۔ اب مسلمانوں سے ملنے کے فوائد دیکھئے سب سے پہلے مسلمانوں کے اندر کھپنا آپ کے لئے نہایت آسان ہے، ہندوستان کے ہر صوبہ، ہر شہر، ہر گاؤں میں کافی مسلمان موجود ہیں، ہرچن ایک منٹ کے اندر لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہہ کر ان سے بغلیں ہو کر ان کی اپنی قوم بن سکتے ہیں، ہر مسلمان مذہبی معلم ہے، دینی تعلیم کی کوئی دقت نہ ہوگی، ہندوؤں کی تمام مسجدیں آپ لوگوں کے لئے کھلی ہوں گی، کھانے پینے، ملنے جلنے روٹی پانی وغیرہ کی سب روکیں آٹا فانا معدوم ہو جائیں گی مساوات یعنی کامل برابری کا درجہ مسلمان ہوتے ہی آپ کو مل جائے گا، پولیٹیکل لیڈر بننے کے تجربہ کار ہر صوبہ میں آپ کو فوراً منبھال لیں گے۔

ہندوستان کی کوئی قوم آپ کو ذلیل نہیں سمجھ سکیگی اور آپ اپنا سر فخر سے سب کے برابر اونچا کر سکیں گے مدرسے، کنوئیں، مساجد، سڑکیں سب آپ کے لئے ایسے ہی کھلے ہونگے جیسے اور مسلمانوں کیلئے پھر سے بڑی بات یہ کہ آپ لوگ جوئے کر ڈھیں، ۸ کروڑ مسلمانوں

کہ آپ سکھ ہونا پسند کرتے ہیں اور آخر سکھ ہو جائیں گے مگر میں آپ کو بتائے دیتا ہوں کہ آپ کو سکھ بننے سے کوئی فائدہ نہیں مل سکتا، سکھ عملی طور پر ہندو ہی ہیں، آپ پنجاب کے سکھ سرچینوں یا مذہبی سکھوں سے اس بات کو دریافت فرما سکتے ہیں۔ کہ آیا ان کو سکھ بن کر کوئی فائدہ ہوا، وہ اسی طرح کنوؤں کے پانیوں سے محروم ہیں، جس طرح اور چوڑھے چار ان سے اسی طرح چھت چھات کی جاتی ہے، جس طرح دیگر مہتروں اور بھنگیوں سے، غرض وہ بالکل اپنی غذاؤں میں گرفتار ہیں، جس طرح دوسرے ہرچن گرفتار نظر آتے ہیں، سکھ بن جانا گویا ہندوؤں میں ہی رہنا ہے صرف ذرا بال لمبے ہو جائیں گے، اور کوئی فرق نہیں پڑے گا، سکھوں اور ہندوؤں کے آپس میں رشتے ناطے اور کنہ داری، خور و نوش اور بیٹی روٹی کے تعلقات قائم ہیں، اگر کسی پر جوش خالصہ یا اکالی نے آپ کے کسی ہرچن کے ساتھ ملکر دربار صاحب میں پوری کچوری کھا بھی لی۔ تو یہ ناممکن ہے کہ اپنے گھر پر وہ ایسا مساوات کا مظاہرہ کر سکے، وہاں اس کی عورت اس کی ماں اس کی بہن اس کے اور رشتہ دار سب سدا سکندری کی طرح کھڑے ہو جائیں گے، اور یہ ناممکن ہوگا، کہ وہ سکھ بنائو، ہرچن کوئی سوشل تعلقات بحیثیت قوم کے کسی سکھ برادری سے قائم کر سکے۔

اس کے سوا میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ آپ تورات کر ڈھیں، اور سکھ چالیس لاکھ ہیں، اور وہ بھی سب پنجاب میں، وہ سات کروڑ ہرچینوں کو کس طرح اپنے اندر کھپا سکتے ہیں اور سوائے پنجاب کے یوپی، ممالک متوسط، بمبئی، بہار، بنگال، مدراس، اڑیسہ اور دکن میں وہ ہرچن کو کس طرح سکھ ازم کی تعلیم دے سکتے ہیں۔ مثلاً مدراس کے ۲ کروڑ ہرچن سکھ بننے لگیں، اور وہاں سارے صوبہ میں کل تین سکھ ہوں، تو ان کو کس طرح سکھ مذہب میں داخل کیا جائیگا۔ اور کس طرح سکھ معاشرت سکھائی جائے گی اور کس طرح سکھ تہذیب کا ان پر اثر ڈالا جائیگا اور کس طرح گورکھی ان کے بچوں کو سکھائی پڑھائی جائیگی اور کتنے لیڈران کی ممکنہ تعداد کیلئے وہاں جائینگے، اور کس طرح پولیٹیکل معاملات میں ان کی رہنمائی کی جائے گی غرض یہ ایک کھیل ہوگا، اگر پنجاب کے باہر کوئی قوم سکھ بننا چاہے

آپ کی گردنوں اور ہاتھوں پیروں میں ڈال رکھے ہیں پس آپ کو مبارک ہو، کہ آپ نے یہ فیصلہ کر لیا ہے کہ آپ بغیر اس قوم سے نکل جانے کے اور کوئی صورت ذلت اور ہلاکت سے بچنے کی نہیں، مگر ابھی تک سنہ ۱۸۵۷ء کے آپ نے یہ فیصلہ نہیں کیا، کہ وہ کونسا مذہب ہے جسے اختیار کیا جائے کبھی افواہ اڑتی ہے کہ آپ بدھ ہو جائیں گے کبھی سکھ، کبھی عیسائی اور کبھی مسلمان، اس لئے میرے دل میں خیال آیا، کہ میں بھی اپنی رائے اس معاملہ میں پیش کر کے آپ کو نیک صلاح دوں، تا اگر آپ کو میرا مشورہ پسند آجائے، تو میرے لئے موجب نیکی اور ثواب ہو۔

ڈاکٹر صاحب! مذہب ایک بڑی دقیق چیز ہے اور آپ یا آپ جیسے چند ہرچن جو تعلیم یافتہ عقلمند اور جہانگیر ہیں، بیشک اسے سمجھ سکتے ہیں مگر عوام الناس ہرچن اس قابل نہیں کہ ان کو ان کی موجودہ حالت میں مذہب کے اصلی فوائد اور اعلیٰ مقاصد سمجھائے جاسکیں، اسلئے میں اس خط میں صرف اپنے تئیں اس دائرہ میں محدود رکھوں گا، کہ آپ صاحبان کیلئے دنیاوی فوائد کے لحاظ سے بھی مسلمانوں کے ساتھ ہی مل جانا اور مذہب اسلام اختیار کر لینا ضروری ہے، علاوہ مسلمانوں کے اس وقت چار مذہب ہیں، جن کی طرف آپ رجوع کر سکتے ہیں۔

(۱) پارسی (۲) بدھ (۳) سکھ (۴) عیسائی۔ پارسی۔ یہ ایک بہت چھوٹی سی کمیونٹی ہے، اور آپ کو کبھی صورت میں اپنے ساتھ ملانے کو تیار نہیں ہو سکتی، ان کو ہندوستان میں بجائے مذہب والا کہنے کے ایک قوم کہنا زیادہ مناسب ہے اور وہ آپ کی کوئی مدد نہیں کر سکتے، کیونکہ وہ آپ کو ہندوؤں کی طرح دور دور رکھیں گے، نہ آپ کو اپنے اندر لے سکیں گے، نہ آپ کو مساوی حقوق دے سکیں گے۔

بدھ۔ یہ بھی بہت چھوٹی سی مذہبی کمیونٹی ہے جن کا کوئی رسوخ، کوئی اقتدار، کوئی اثر اس ملک میں نہیں ہے، بدھ بنا آپ کو ہرچن رہنے سے بھی زیادہ مہنگا پڑے گا، سوائے اس کے کہ تباہان یا چین اپنی کونسلوں میں آپ کو منتخب کر لیں، یا اپنے ملکوں میں کوئی خاص رعایت دے دیں، ورنہ ہندوستان میں معاملہ بالکل صفر ہے سکھ۔ بڑے زور سے یہ اعلانات ہو رہے ہیں

سے ملتے ہی شام سے پہلے پہلے ۵ کروڑ اہل اسلام
کہلا سکیں گے، اور ہندوؤں کو بھی تعداد و شمار میں
شکست دے دیں گے، باقی قوموں کی تو ہستی ہی
کیا ہے، پس یہ عظیم الشان تغیر ایسا تغیر جو ہندوستان
بلکہ دنیا نے آج تک نہ دیکھا ہوگا، آپ چوبیس لاکھ
کے اندر برپا کر سکتے ہیں اگر آپ ۷ کروڑ سے سات کروڑ
چالیس لاکھ ہو گئے، یا سات کروڑ بیس لاکھ ہو گئے، یا
سات کروڑ پچاس ہزار ہو گئے یا سات کروڑ بیس ہزار
ہو گئے تو کیا فائدہ ہوا اور کیا مزا آیا، لطف تو تب ہے
کہ صبح آپ ۷ کروڑ ہوں اور دس بجے دن کے آپ ۵ کروڑ
ہو جائیں، اور ہندوستان کی سب سے بڑی بیجاڑی
بن جائیں، اس وقت آپ میں اتنی قوت اور اتنا زور
اور اتنی طاقت ہو جائے گی کہ ہندوؤں کو آپ قدم قدم
پر شکست دے سکیں گے، ان کے ۵ ہزار سال کے
منظالم کا بدلا ۵ سال میں لے لیں گے، اور ایک عظیم الشان
سوسائٹی جو ہندوستان میں ہر جگہ موجود ہے، بنی بنائی
آپ میں اس طرح مدغم ہو جائے گی، جس طرح دودھ
میں شکر مل جاتی ہے۔

میرے مکرم ڈاکٹر صاحب! مہربانی کر کے لکھیں
اور اس مبارک کام کیلئے تیار ہوں، ان فوائد کو دیکھیں
اپنی حقیقی خیر خواہی سوچیں، اپنی قوم کو اور جی سے اونچی
مثزل پر پہنچائیں، اپنے پرانے دشمنوں سے کامل بدلہ
لیں، اور اپنی دنیاوی حالت کو بہتر سے بہتر بنالیں تاکہ
آپ کے سارے دلہر دور ہو جائیں۔

ڈاکٹر صاحب! یہ تو آپ کے مسلمان ہوجانے کے
 ادا نے فوائد ہیں، جن کا عشرِ خوشیر بھی آپ کو کسی اور قوم
 کے ساتھ ملنے میں میسر نہیں آسکتا، اس کے سوا جو مقدس
 اور مذہبی فوائد ہیں، وہ الگ رہتے، اسلامی عبادات،
 اسلامی توحید، اسلامی تہذیب، نفس، اسلامی علم و معرفت
 اور اسلامی اخلاق یہ دنیاوی فوائد سے بہت بلند و
 بالا باتیں ہیں جو مزید برآں سونگی، اور معرفت میں ہاتھ
 آئیں گی، پھر اس سے بڑھ کر یہ لطف ہوگا، کہ آپ کے
 ہم مذہب نہ صرف ہندوستان میں محدود رہیں گے
 بلکہ عرب ان سے بھر نظر آئے گا، شام و فلسطین و
 عراق، مصر، افریقہ، افغانستان، ایران و چین سب

جگہ آپ کے بھائی ہی بھائی ہوں گے، اور آپ کا ایک ایک
 فرد ایک بین الاقوامی حیثیت رکھیں گے اور ڈاکٹر صاحب
 آپ کو فخر ہوگا کہ آپ کی تہمت سے ایک قابل رحم قوم
 اسفل السافلین سے نکل کر اعلیٰ علیین پر جا پہنچے گی آپ
 کا نام سکندر اور نپولین سے زیادہ عزت کے ساتھ آنے
 والے زمانوں میں ہر ملک کے لوگوں کی زبانوں پر ہوگا
 اور آپ اپنی قوم کے نجات دہندہ اور سمجھے جائیں گے
 امید ہے کہ آپ میری اس بے غرض عرض کو غور سے پڑھیں گے
 اللہ تعالیٰ آپ کے دل میں خود سیدھے راستہ کے متعلق
 الفکر ہے۔ آمین !
 آپ کا دلی خیر خواہ اور ہمدرد
 محمد اسماعیل از قادیان

انتخاب علی اور خواتین کے منگامے

اتحاد ملت اور احرار کے جلسے مدت سے بے کیف
ہو چکے ہیں، اول تو کوئی جلسہ ہوتا ہی نہیں اور جلسہ ہو بھی تو
اس میں وہ بات کہاں؟ وہ چلی ہوئی گالیاں پھتیاں، آواز
طغی، مہنے، لپاڑی، کشتہ کشا، دارھی سے دارھی، اور
مونچپوں سے مونچپوں کا الجھنا، شلوار سے شلوار کا برہنہ کار
نظر آتا، وہ دھول دھیا، اٹھا پٹخ۔
میں ہوں اور تو ہے نیچے فاعلاتن فاعلن

سچ تو یہ ہے کہ مسلمانوں کی طبیعتوں کی افسردگی کا یہ حال دیکھ کر
 ہم اس قوم کی جانب سے بالکل مایوس ہو گئے تھے اور اکثر
 اوقات لالہ خوشحال چند نور سہند کی طرح عالم یاس میں پکاراٹھا
 کرتے تھے کہ اب مسلمانوں کا کیا بنے گا؟ آج اخباروں میں
 بھائی دروازہ کے زمانہ جلسہ کی خبر کیا نظر آئی، سو کچھ دھانہ
 یا فی بیٹہ گیا، کیوں نہ ہو۔

ابھی کچھ لوگ باقی ہیں جہاں میں
جنگ یرموک میں جب مسلمان مرد بھاگ نکلے، تو
عورتوں نے انہیں خیموں کی چوبیس مار مار کے ہٹایا، کچھ
عورتیں تلواریں سوخت کر نکل کھڑی ہوئیں، اور مردوں کو لٹکا
کہا کہ تم گھروں میں جا بیٹھو، ہم میدان میں چل کر لڑتی ہیں، یہ
سُن کر مردوں کو غیرت آگئی، اور اس طرح پٹنے کہ علیائیوں کو
فوج کے قدم میدان سے اکھڑ گئے، لاہور میں بھی یہی ہو

یعنی جب مسلمان مرد گالیاں دینے اور گالیاں کھانے کا شغل فرمانے کے بعد میدان سے بھاگ نکلتے، تو عورتیں میدان میں آئیں اور جنگ و جدل کا ایسا ہنگامہ برپا کیا، جو ہمیشہ یادگار رہے گا گویا یہ ہنوز آں ابر رحمت در فتاں است

از بسکہ یہ جلسہ پر وہ نشین خواتین کا تھا، اسلئے پوری رُوح
تو معلوم نہیں ہو سکی، بس اتنا معلوم ہوا ہے کہ ایک خاتون
نے رشیدہ لطیف بیگم صاحبہ کی شان میں چند ناشائستہ الفاظ
استعمال کئے، اس پر جلسہ میں شور مچ گیا، بس پھر کیا تھا، اتحاد
ملت اور احرار کے معمر کے نظروں تلے پھر گئے، عورتوں نے
ایک دوسری پر یورش کر دی، کسی کے بال بچے، کسی کے
رخسار، لہو لہان ہو گئے، سر سرہ چھوٹا، چوڑیاں ٹوٹیں، کڑے سے
کڑا اڑا، جوشن سے جوشن الجھا، ہنسی سے ہنسی اور پانی سے
سے پازیب بر سر یکا نظر آنے لگی، اور عورتیں ناگنوں کی طرح
ایک دوسرے سے گتھ گتھ گئیں۔

سنا ہے کہ جلہ گاہ کے باہر چنچھوٹے چھوٹے سنگ
لو کے پہرہ سے رہتے تھے، انہوں نے مشور و غل سنا تو انہ
جا کر بیچ بچاؤ کرنا چاہا، انہیں دیکھ کر ساری عورتیں ان پر بل
پڑیں، اور وہ بیچارے سر پر پاؤں رکھ کر بھاگے، بھائی در
کی اس پہلی لڑائی کی ایک خصوصیت یہ تھی کہ زبانیں اور ہا
بیک وقت مصروف پیکار تھی۔ یعنی ادھر گالیوں کی گولیاں، طنزوں
تیر، کوسنوں کے غلے چل رہے تھے، ادھر ہاتھ نوچ کھسور
میں لگے ہوئے تھے، جوتیاں تلواریں بنی ہوئی تھیں، گلیے
کے گولوں کی طرح استعمال کئے جا رہے تھے، عجیب بات یہ ہے کہ
اچھی خاصی جنگ کرنے کے بعد دونوں فوجیں پسپا ہو کر اپنے ا
گھروں کو چلی گئیں۔

مغربی جمہوریت کی اس لغت نے پہلے مردوں کیلئے
کی منید اور دن کا آرام حرام کر رکھا تھا، اب عورتوں کی باری آئی
اور یہ تو بھلائی دروازہ کی پہلی جنگ ہے، خدا جانے ابھی بھلائی
میں اس قسم کی کتنی لڑائیاں ہونگی، اور دوسرے محاذوں پر کیسے کہ
ہنگامے برپا کئے جائیں گے، بہر حال یہ سارا کیا دھرا مردوں
وہ اپنے جلسوں میں یوں ہڑلوائتے مچاتے تو عورتوں کو بھی اس
ہنگامے برپا کرنے کی جرات نہ ہوتی۔

ہم ان خواتین کی خدمت میں جنہوں نے بھائی درواز
اس محرکہ کارراز میں جمعہ لیکر اپنی شجاعت کے جھنڈے لاہور بھر
گاڑ دئے ہیں، عرض کر دینا چاہتے ہیں کہ لوں تو اس قسم کی شجاعت

مردوں کیلئے بھی بہت سہا ہوا ہے، لیکن عورتوں کو وضعِ صیغہ سے انحراف کرنا چاہیے، اگر آپ اس طریقہ سے مردوں کو ترغیب دے رہے ہیں تو آپ کو شکر ہے جس نے آپ کو شکر ہے۔

تین شیشی اور تین بھجے جناب بابو محمد سالم اکبر صاحب
میڈیکل ایچا پور نواب گنج

سے تحریر فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے ایک دوست کیلئے پہلے بھی آپ سے اکسیر لیا سیر نامی دوا منگوائی تھی جس سے وہ دوست ایک سال تک بالکل اچھے رہے، انکو دیکھ کر اب اور مرصیوں نے بھی خواہش کی ہے لہذا بدین خط لکھتا ہوں شیشی اکسیر لیا اور بذریعہ وی پی بھیج کر شکرہ کا موقعہ دیکھے۔

یہ دوا چھوٹے بچوں کیلئے واقعی اکسیر

اکسیر بچکان ہی ہے، اسی لئے اس کا نام "اکسیر بچکان" رکھا گیا ہے، اسہال ہر قسم، بچش، اور بچوں کے سوکھاپن وغیرہ کیلئے یہ دوا بفضل ایزدی تیر ہدف پر سبز رنگ کے اسہال اور سوکھاپن وغیرہ سے اکثر بچے فائدہ پہنچاتے ہیں، یہ دوا ان عوارض کیلئے تریاق ہے اور پھر بڑی عمر والوں کیلئے بھی اسہال اور بچش وغیرہ میں یہ بہت مفید ہے، قیمت فی شیشی دو روپے۔ محصول ڈاک علاوہ۔

موتی دانت پودر میلے دانت جملہ بیماریوں کو ضروری سمجھتے ہیں تو آج سے اس کا استعمال شروع کر دیں جو دانتوں کی جملہ بیماریوں کو دور کر کے انہیں فولاد کی طرح مضبوط بنا کر موتیوں کی طرح چمکاتا اور بدبو سے دہن کو دور کر کے بھولوں کی سی مہک پیدا کرتا ہے، قیمت دو دانس کی شیشی جو مدت تک کافی ہے، ایک روپیہ۔ محصول ڈاک علاوہ۔

رفیق زندگی گرم مزاج والوں کیلئے بے نظیر تحفہ جس سے جوہر حیات کو خام تر قی ہوتی ہے، بیماری یا کثرت کار کی وجہ سے جن کے چہرے زرد، دل ہر وقت دھڑکتا، سر جھکاتا، آنکھوں میں اندھیرا آتا، اٹھتے وقت ستارے سے دکھائی دیتے، بے چینی، گھبراہٹ، سستی اور اداسی چھائی رہتی ہو، کام کرنے کو دل نہ چاہتا ہو، جسم میں سخت کمزوری ہو، ان کے لئے یہ جادو اثر دوا نعمت غیر مترقبہ ہے، اس دوا کا استعمال سال بھر کے لئے انشاء اللہ کسی دوسری مقوی دوا سے بے نیاز کر دیگا، ایک ماہ کی خوراک جس میں ۵۰ تولم دوا ہے، قیمت پانچ روپے محصول ڈاک علاوہ۔

اکسیر معده مہینہ، بدضمی، کمی بھوک، درد شکم، اچھا رہ، باؤ گولہ، پیٹ کا گڑا گڑانا، کھٹی دکھائیں، جی کا متلانا، قے، جگر وتلی کا بڑھ جانا، سر جھکنا، گرم شکم، تھمال ریاح، کھانسی، دھم کیلئے تیر ہدف ہے۔

دودھ، گھی، کھن، بالائی، انڈے وغیرہ مضمم کرنے کا بہترین ذریعہ ہے، دماغ، حافظہ اور ذہن کو تقویت دینے کمزور اور دماغی کام کرنے والوں کیلئے بینظیر چیز ہے، قیمت صرف دو روپے۔ محصول ڈاک علاوہ۔

قبض کشا گولیاں اول تو کبھی کبھار کی قبض بھی بہت تکلیف دہ ہے، پھر دائمی قبض سے تو خدا کی پناہ، اگر آپ کا معده صاف ہے تو سمجھو کہ آپ تندرستی کی گود میں کھیل رہے ہیں، ورنہ یہ امر سہل ہے کہ قبض سب بیماریوں کی مل ہے، ایک دن گھر کا پائخانہ صاف نہ ہو تو تمام گھر کی فضا اس قدر خراب ہو جاتی ہے کہ ناک میں دم آ جاتا ہے، یہی حال آپ معده کا سمجھو، اگر ایک روز بھی کھل کر اجابت نہ ہو تو تمام معده متعفن ہو جاتا ہے اور متعفن معده ہی ہر ایک بیماری کی جڑ ہے، قبض کشا گولیاں کیا ہیں، گویا معده کی جھاڑو ہیں، اور ان کا دائمی استعمال سمجھو کہ صحت کا ہمیشہ ایک سو گولی کی قیمت دو روپے۔ محصول ڈاک علاوہ۔

افیون چھڑاؤ گولیاں افیون بہت بُری بلا ہے علاوہ روپے کے نقصان کے یہ انسانی صحت کا ستیاناس کر دیتی ہے، بدقسمتی سے جسے اس کی عادت پڑ جائے پھر اس کا چھوٹنا بہت مشکل ہو جاتا ہے، ہماری یہ گولیاں انشاء اللہ بہت جلد اس بلا سے نجات دلا دیگی، قیمت یکصد گولی دو روپے، محصول ڈاک علاوہ۔

بیس سالہ افیون کھانکی و باسی نجات مل گئی! مکرم جناب نود احمد خاں صاحب گورنمنٹ کنٹرولر سائنسز لک سے تحریر فرماتے ہیں کہ آپ کی مرسلہ افیون چھڑاؤ گولیاں ایک شخص کو استعمال کرائی گئیں، یہ صاحب بیس سال سے افیون کھانے کی وبا میں مبتلا تھے، ان کا افیون کھانا قریباً قریباً چھوٹ گیا ہے، گولیاں بہت مفید ثابت ہوئی ہیں، تھوڑی گولیوں کی اور ضرورت

میں رات کو انسان میٹھی نیند سورتا ہو تو اس وقت مجھروں کے کاٹنے سے جو بچینی ہوتی ہے، وہ کسی تشریح کی محتاج نہیں اور پھر اس کے کاٹنے سے ملیں یا بخاریا میٹھی روگ جو انسان کو زندہ درگور بنا دیتا ہے، لگھاتا ہے، ہم نے اکیلا تیل ایجاد کیا ہے، جس کی بو سے پھر اس طرح بھاگتا ہے جس طرح لاکھول سے شیطان، اس کے چند قطرے بدن پر مل لیجئے اور بے کھٹکے میٹھی نیند آرام کیجئے، دواؤں کی شیشی جو خامی مدت کیلئے کافی ہر قیمت ایک روپیہ چار روپے

بال اُڑانے کی خوشبودار دوائی اس دوائی کو پانی میں گھول کر لگانے سے ایک منٹ کے اندر اندر سخت سے سخت اور نرم سے نرم جگہ کے بال بوجھائی کمال طرح سے دور ہو جاتے ہیں قیمت فی شیشی آٹھ آنے

سے، لہذا آپ یکصد گولیاں بدین خط ہذا بھیج دیجئے

اس نامراد مرض سے بڑھ کر اور کوئی خطرناک روگ نہیں

یہ اندر ہی اندر کھن کی طرح انسانی صحت کا ستیاناس کر دیتا ہے، سر میں درد، طبیعت سرد، چہرہ زرد، ہاتھ پاؤں پھولے ہوئے دل اکتایا ہوا، بھوک مری ہوئی غرضیکہ یہ نامراد بیماری انسان کو زندہ درگور بنا دیتی ہے ہم نے سالہا سال کے تجربہ کے بعد اس موذی مرض سے نجات حاصل کرنے کیلئے ایک مجرب نسخہ ایجاد کیا ہے اگر اس کی قیمت دس روپے بھی رکھی جاتی تو بھی تھوڑی تھی، مگر محض سیلک کی ہمدردی کی خاطر اس کی قیمت صرف تین روپے رکھی جاتی ہے، محصول ڈاک علاوہ۔

بیس سالہ احتلام جریان اور سستی جاتی رہی جناب مہدی خاں صاحب مکھال ڈاک نہ ڈولال، ضلع جہلم سے لکھتے ہیں کہ جو جناب سے دوا اکسیر جریان منگوائی تھی، اس سے اس مدت تک فائدہ ہوا کہ ۲ سال کے امراض احتلام جریان سستی وغیرہ سب جاتی رہی، اللہ تعالیٰ اس ایجاد کیلئے آپ کو جزائے خیر دے۔

مچھر روپ جب رات کو انسان میٹھی نیند سورتا ہو تو اس وقت مجھروں کے کاٹنے سے جو بچینی ہوتی ہے، وہ کسی تشریح کی محتاج نہیں اور پھر اس کے کاٹنے سے ملیں یا بخاریا میٹھی روگ جو انسان کو زندہ درگور بنا دیتا ہے، لگھاتا ہے، ہم نے اکیلا تیل ایجاد کیا ہے، جس کی بو سے پھر اس طرح بھاگتا ہے جس طرح لاکھول سے شیطان، اس کے چند قطرے بدن پر مل لیجئے اور بے کھٹکے میٹھی نیند آرام کیجئے، دواؤں کی شیشی جو خامی مدت کیلئے کافی ہر قیمت ایک روپیہ چار روپے

بال اُڑانے کی خوشبودار دوائی اس دوائی کو پانی میں گھول کر لگانے سے ایک منٹ کے اندر اندر سخت سے سخت اور نرم سے نرم جگہ کے بال بوجھائی کمال طرح سے دور ہو جاتے ہیں قیمت فی شیشی آٹھ آنے

محصول ڈاک علاوہ۔

میلنی کا پتہ، میجر نور انید سنر نور بلڈنگ قادیان ضلع گورداسپور

مونی کوڑیوں مول

شکست کا سبب بجا ہے

اٹھارہ کرب کا سبب بجا ہے

حضرت بابا نانک کا مذہب یہ وہ جامع کتاب ہے جس میں ہندوؤں کے (۳) تیرتھ یا ترا (۴) جینیو (۵) مورتی پوجا (۶) سونک (۷) اوتار (۸) گنوپوجا (۹) مردے کا جملانا (۱۰) ذبیحہ یا جھٹکا (۱۱) تماشخ (۱۲) سکھوں کے پانچ لگے شری گرتھ صاحب اور حضرت بابا نانک کے اقوال سے یہ ثابت کیا گیا ہے کہ حضرت موصوف نے ان عقائد کی بزدلی سے بیزاری کی ہے، اور اس کے خلاف مسلمانوں کے عقائد کے گورو صاحب دل و جان سے مؤید ہیں مثلاً (۱) کل طیبہ (۲) نماز و روزہ (۳) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (۴) حج کعبہ (۵) قبلہ پر ایمان (۶) عقیدہ ملائکہ (۷) قرآن مجید پر ایمان (۸) صوفیائے کرام اور حضرت بابا نانک (۹) حضرت بابا نانک کے اقوال کا ماخذ قرآن مجید ہے، پھر اخیر میں اس کتاب میں نہایت مدلل و مبسوط مضمون تاریخی نقطہ خیال سے درج ہے، جس میں ثابت کیا گیا ہے کہ شاہان اسلام گورو صاحبان کے حامی مددگار رہے اور سکھوں کے پانی کی جگہ اپنا پسینہ بہایا، اس کتاب کے متعلق ہندوستان کے ۲۰ چوٹی کے اخبارات نے زبردست ریویو میں یہ ظاہر کیا ہے کہ سکھوں اور ہندوؤں میں تبلیغ کیلئے یہ بے نظیر کتاب ہے، قیمت صرف ایک روپیہ بارہ آنہ، محصول ڈاک علاوہ۔

مسلمانوں کے احسان سکھوں پر مضمون نام سے ظاہر ہے اس میں سکھوں کی مسئلہ کتب سے یہ ثابت کیا گیا ہے کہ گزشتہ زمانہ میں مسلمان سکھوں کے ہر آرٹے وقت میں کام آتے رہے ہیں، سکھ گوروؤں کی کہ پسینہ کی جگہ مسلمانوں نے اپنا خون بہایا، سکھ گوروؤں کی خاطر مسلمان ہندوؤں کے وقت سینہ سپر ہوئے، یہ رسالہ استقدر مقبول ہوا کہ اس کے قیمتی مضمون کو بعض سکھ اخبارات نے بھی فخریہ شائع کیا ضرورت ہے کہ ایسا رسالہ نہایت وسیع پیمانہ پر شائع ہو تاکہ ہمارے سکھ بھائی اپنے دوست اور دشمن کو بہتر سمجھ سکیں، قیمت ۳۲ محصول ڈاک علاوہ۔

سکھ اور مسلمان یہ جناب ایڈیٹر صاحب اخبار نور کا وہ لیکچر ہے، جو گزشتہ سے پورے سال مرکوبی سالانہ جلسہ پر دیا گیا، اور پھر دوستوں کے اصرار پر کتب میں شائع کیا گیا، یہ لیکچر استقدر مقبول عام ہوا کہ اس کا پہلا ایڈیشن جو دو ہزار چھپا تھا، ہاتھوں ہاتھ فروخت ہو گیا، اب دوسرا ایڈیشن مزید اضافہ سے شائع کیا گیا ہے سکھوں میں تبلیغ کیلئے بہترین حربہ ہے، قیمت فی کاپی آٹھ آنے، محصول ڈاک علاوہ۔

سکھ مسلم اتحاد یہ جناب ایڈیٹر صاحب موصوف کا وہ لیکچر ہے جو انجمن حمایت اسلام لاہور کے سالانہ جلسہ پر دیا گیا، جسے حاضرین نے خاص

اشتیاق سے سنا، اب دوستوں کے اصرار پر رسالہ کی صورت میں شائع کیا گیا ہے اس رسالہ میں از روئے گرتھ صاحب و دیگر سکھ تاریخی کتب سے یہ ثابت کیا گیا ہے کہ سکھوں کا اگر مبسوط قدموں پر اتحاد ہو سکتا ہے تو مسلمانوں سے ہی، سکھ دوستوں کو دینے کیلئے بے نظیر تحفہ ہے، قیمت صرف آٹھ آنے، علاوہ محصول ڈاک۔

ہندو دھرم کی حقیقت یعنی ساتن دھرم پر ایک تنقیدی نظر، آج تک مسلمانوں کی طرف سے اس مذہب کے متعلق بہت ہی کم لٹریچر مہیا کیا گیا ہے، اس لئے اس قابل قدر کتاب نے ایک بڑی بھاری ضرورت کو پورا کیا ہے، اس محرکہ الا کتاب میں حسب ذیل مضامین ہیں: (۱) دیدوں کی حقیقت (۲) کیا ویدالہامی ہیں (۳) ہندوؤں کا مسئلہ اوتار (۴) اوتاروں کی تقیم (۵) ست جگ کے اوتار (۶) ایشور چمپلی کے روپ میں (۷) ایشور کچھوے کے روپ میں (۸) ایشور سور کے روپ میں (۹) ایشور بادنے کے روپ میں (۱۰) ایشور کلہاڑے والے کے روپ میں (۱۱) رام اوتار (۱۲) دو اپریگ کے اوتار (۱۳) کرشن اوتار (۱۴) بدھ اوتار (۱۵) صداقت اسلام پر سندیت دیانند کی گواہی وغیرہ وغیرہ، گویا ہندوؤں کی وہ کتب جو ہزار ہا اوراق پر پھیلی ہوئی ہیں اور آج تک ان میں درج شدہ مضامین کی بھنگ تک بھی مسلمانوں کے کانوں میں نہ بڑی تھی، یہ ان جملہ کتب کا نچوڑ ہے، قیمت صرف ایک روپیہ آٹھ آنے، محصول ڈاک علاوہ۔

اریہ مذہب کی حقیقت مارچ ۱۹۳۶ء میں جبکہ آریوں کی طرف سے راجپوتوں میں ملکائے ارتداد کی وبا پھیلی تھی، اس وقت یہ کتاب اس ارتداد کی وبا کو روکنے کیلئے بہترین تریاق ثابت ہوئی تھی، اس کی تاثیر اور قبولیت کا آپ اس سے اندازہ لگا سکتے ہیں کہ مسلم آؤٹ لک، زمیندار، سیاست وغیرہ نے اس تبصرہ کرتے ہوئے یہ لکھا کہ آج تک جس قدر کتب اس موضوع پر لکھی گئی ہیں یہ ان سب پر فائق ہے، مجھ سے اجازت لے کر بعض دوستوں نے سندھی اور گجراتی زبانوں میں اس کا ترجمہ کیا، اب یہ مزید اضافہ کے ساتھ دوبارہ چھپ گئی ہے، پہلے حجم ۸۰ صفحات تھا، اب ۱۰۸ ہے، کاغذ لکھائی چھپائی سب اعلیٰ ہے، قیمت غیر مجلد چھ آنے جو تقریباً اصل لاگت ہے، ضرورت ہے کہ اس مجرب تبلیغی حربہ کی اشاعت نہایت ہی وسیع پیمانہ پر ہو، اس لئے اس کی قیمت تقریباً اصل لاگت ہی رکھی گئی ہے۔

گائے اور سکھ دھرم - گورو کی بانی (گوبندی) اور یہ آٹھ کتب کا سبب جس کی قیمت پانچ روپے ایک آنہ ہوتی ہے، اکٹھا خریدنے والوں کو صرف دو روپے آٹھ آنے، محصول ڈاک علاوہ۔

مسلک کا پتہ: منیجر اخبار نور، نور بلڈنگ قادیان ضلع گورداسپور پنجاب